بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا - پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا

جسم کو بائیگرافی چھاو ر قادیان بھیجی | رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸۸ | دوا بھی شفا بھی غرض دارالامان بھیجی

سلسلۃ الجدید جلد ۱ نمبر ۳۲ | ۶ نومبر ۱۹۰۵ء بروز پیر مطابق ۸ رمضان المبارک ۱۳۲۳ ہجری | سلسلۃ القدیم جلد ۴ نمبر ۴۰

ای جہان منتظر خوش باش کآمد آن زمان | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | آن مسیح دور آخر مہدئ آخر زمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سفر دہلی

گذشتہ اشاعت سے آگے

خواجہ میر درد صاحب کی مرقد کے پاس ہی ان کے بھائی اور والد صاحب کی قبر بھی ہے۔ اور کسی بزرگ کو اس جگہ کے قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی۔ اس زیارت کے متعلق بھی ایک کتبہ کندہ کرکے لگایا ہے۔ اس پر لکھا ہے۔

این ارض مقدس سعلیس پاک بود
رشک عرش وبخوم وافلاک بود
ازبس کرم واشتہ تشریف شریف
نقشِ قدمِ صاحبِ لولاک بود
رفع القدر بکما لہ۔
شرف البصر بجمالہ۔
حسن البشر بخصا لہ۔
صلوا علیہ و آلہ۔

خواجہ صاحب مرحوم کے والد مرحوم کی قبر پر لکھا ہے۔ ناصر الملک والدین امیر المحمدین الخالفین محمدی المتخلص بعندلیب علیہ تحیات وارث علم امامین وعلی۔ ولادت شعبان ۱۱۰۰ھ رحلت یوم شنبہ بعد العصر قریب شام دوم ماہ شعبان ۱۱۷۲ھ۔ عمر شریف ۶۶ سال

یہاں سے ہوکر حضرت مسیح موعود حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی قبر پر گئے اور فاتحہ پڑھا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی قبر پر لکھا ہے۔

هوالولی۔

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ۱۱۷۶ھ بعمر ۶۲ سال رحلت فرمود۔

اس کے قریب ہی شاہ عبدالرحیم صاحب اور دیگر بزرگوں کے مزار ہیں۔ شاہ عبدالرحیم صاحب کی تاریخ وفات ۱۱۳۱ھ اور عمر ۷۶ سال لکھی ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب کی تاریخ وفات ۱۲۳۹ھ اور عمر ۸۰ سال لکھی ہے۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ کہ شاہ ولی اللہ صاحب ایک بزرگ اہل کشف اور کرامت تھے یہ سب مشائخ زیر زمین ہیں۔ اور جو لوگ زمین کے اوپر ہیں۔ وہ ایسے بدعات میں مشغول ہیں۔ کہ حق کو باطل بنا رہے ہیں۔ اور باطل کو حق بنا رہے ہیں

راستہ میں اہل لودیانہ کی درخواست کا ذکر آیا کہ حضور جاتے ہوئے راستہ میں لودیانہ ٹھہریں۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے عرض کی۔ کہ لدھیانہ کی جماعت اسٹیشن لدھیانہ پر ملاقات کے واسطے آئی تھی۔ لیکن حضور سوئے ہوئے تھے۔ میں نے جگانے نہ دیا۔ فرمایا۔ آپ نے اچھا کیا اس کے عوض اب ہم لودیانہ میں اُتر کر اہل لدھیانہ سے ملاقات کریں گے۔

راستہ میں مذبح کے پاس سے گذرے۔ کثیر التعداد بھیڑیں اور بکریاں ذبح ہو رہی تھیں۔ اور سینکڑوں کا باہر ریوڑ کھڑا تھا۔ ان کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ کھانے کی حلال اشیاء کا کس قدر ذخیرہ اللہ تعالیٰ نے جمع کر دیا ہے۔ برخلاف اس کے حرام چیزیں مثلاً کتے وغیرہ بہت ہی کم پائے جاتے ہیں

مذبح میں سینکڑوں بھیڑوں کو ذبح ہوتے ہوئے اور ذبح ہوتے ہوئے اور لٹکتے ہوئے اور ذبح کے لئے طیار دیکھ کر میری آنکھوں کے آگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس رؤیا کا نقشہ آگیا

جس مین آپ نے دیکھا تھا۔ کہ ایک لمبی نالی کے کنارے پر کثیر التعداد بھیڑین لٹائی ہوئی ہین۔ اور ہر ایک بھیڑ کو ایک شخص نے پکڑا ہوا ہے۔ اور اس کے ہاتھ مین چھری اور آسمان کی طرف لگا ہوا ہے گویا اس امر کا منتظر ہے۔ کہ ان کو ذبح کرے۔ تب میرے مونہہ سے یہ الفاظ نکلے۔ مایعبؤا بکم ربی لولا دعاءکم اگر تم دعا نہ مانگو تو میرے رب کو تمھاری کیا پرواہ ہے۔ اس کلمہ کو سنتے ہی انھون نے یکدفعہ سب کے گلے پر چھری پھیر دی۔ اور جب وہ پھڑکنے لگین۔ تو انھون نے کہا۔ تم کیا ہو گوہ کھانے والی بھیڑین ہی ہو۔ غرض مومن کی زندگی قابل قدر ہوتی ہے۔ اور خدا اس کی حفاظت کرتا ہے۔ ورنہ سینکڑون اور ہزارون مرجائین۔ تو بھی خدا کو کسی کی پروا نہین۔

فرمایا۔ اس شہر مین اس قدر انقلاب آئے ہین۔ کہ شاید کسی دوسرے شہر پر ایسے حالات وارد ہوئے ہون۔ کئی دفعہ یہ شہر آباد ہوا۔ اور کئی دفعہ خاک مین مل گیا۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مخاطب تھے۔ اور ان کی رخصت کے قریب الاختتام ہونے کا ذکر تھا۔ فرمایا۔ دوڈاکٹر اور ہین۔ یہ موقعہ غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ خدا کے فضل ہی سے ایسا موقع ہاتھ آسکتا ہے۔ یہ نہ سمجھو۔ کہ رخصت لینے سے ایسا موقعہ مل جاتا ہے۔ کئی آدمی ایسے بھی ہین۔ جو نوکر نہین ہین۔ مگر ان کو ہمارے پاس رہنے کا موقعہ نہین ملتا۔ فارغ البالی ہوتی ہے۔ پر صحبت نصیب نہین ہوتی۔

طب ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ بعد نماز جمعہ۔ چند مولوی اور مدرسہ طبیہ کے چند طالب علم اور طبیب آئے۔ طب کا ذکر درمیان مین آیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ مسلمانون کو انگریزی طب سے نفرت نہین چاہیئے۔ الحکمة ضالة المومن۔ حکمت کی بات تو مومن کی اپنی ہے۔ گم ہو کر کسی اور کے پاس چلی گئی تھی۔ پھر جہان سے ملے جھٹ قبضہ کرلے۔ اس مین ہمارا یہ منشاء نہین کہ ہم ڈاکٹری کی تائید کرتے ہین۔ بلکہ ہمارا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ بموجب حدیث کے انسان کو چاہیئے۔ کہ مفید بات جہان سے ملے۔ وہین سے لے لے۔ ہندی۔ جاپانی۔ یونانی انگریزی ہر طب سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اس شعر کا مصداق اپنے آپ کو بنانا چاہیئے۔ کہ ؎

تمتع زہر گوشۂ یافتم ٭ زہر خرمنے خوشۂ یافتم

تب ہی انسان کامل طبیب بنتا ہے۔ طبیبون نے تو عورتون سے بھی نسخے حاصل کئے ہین۔ لیس الحکیم الا ذو تجربة۔ لیس الحلیم الا ذو عثرة۔ حکیم تجربہ سے بنتا ہے۔ اور حلیم تکالیف اٹھا کر حلم دکھلانے سے بنتا ہے اور یون تو تجربون کے بعد انسان رہ جاتا ہے۔ کیونکہ قضاء و قدر سب کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔

جامع کمالات اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے۔ کہ فبھدٰھم اقتدہ۔ ان کی ہدایت کی پیروی کر۔ یعنی تمام گزشتہ انبیاء کے کمالات متفرقہ کو اپنے اندر جمع کرلے۔ یہ آیت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت کا اظہار کرتی ہے۔ کہ تمام گزشتہ نبیون اور ولیون مین جسقدر خوبیان اور صفات اور کمال تھے۔ وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دئے گئے تھے۔ سب کی ہدایتون کا اقتدا کر کے آپ جامع تمام کمالات کے ہوگئے۔ مگر جامع بننے کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان متکبر نہ ہو۔ جو سمجھتا ہے۔ کہ مین نے سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ وہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ خاکساری سے زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ جہان انسان کوئی فائدہ کی بات دیکھے۔ چاہیئے۔ کہ اسی جگہ سے فائدہ حاصل کرلے ڈاکٹرون کو بھی مناسب نہین کہ پرانی طب کو حقارت سے دیکھین۔ بعض باتین ان مین بہت مفید ہین۔ مین نے بعض کتب طب کے بیس بیس جزو کے حفظ کئے تھے۔ ہزار سے زیادہ کتاب طب کی ہمارے کتب خانہ مین موجود تھی جنمین سے بعض کتابین بڑی بڑی قیمتین دے کر خرید کی گئی تھین۔ مگر یہ علم ظنی ہوتا ہے۔ لاف مارنے اور دعوے کرنے کا کسی کو حق حاصل نہین۔

تقویٰ فرمایا۔ افسوس ہے۔ کہ لوگ اپنے کاروبار مین اس قدر مصروف ہین۔ کہ دوسرے پہلو کی طرف ان کو بالکل کوئی توجہ نہین۔ ہر ایک شخص ایک پہلو پر حد سے زیادہ جھک جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف مین جسقدر بار بار تقویٰ کا ذکر کیا ہے۔ اتنا ذکر اور کسی امر کا نہین کیا۔ تقویٰ کے ذریعہ سے انسان تمام مہلکات سے بچتا ہے۔ یہودیون نے حضرت عیسےٰ کے معاملہ مین تقویٰ سے کام نہ لیا۔ اور کہا جب تک الیاس آسمان سے نہ آلے ہم تم کو نہین مان سکتے۔ انھین چاہیئے تھا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات اور خوارق کا مطالعہ کرتے اور بہت سی باتون کے مقابلہ مین صرف ایک بات پر نہ اڑتے۔ ایسا ہی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہودیون نے کہا۔ کہ آخری زمانہ کا نبی تو اسرائیلیون مین سے آنا چاہیئے تھا۔ ہم تم کو نہین مان سکتے۔ تائیدات الٰہی نصرت حق اور معجزات کی انھون نے کچھ پروا نہ کی اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک نبی کے وقت ابتلاؤن کا ہونا ضروری ہے۔ اگر خدا چاہتا۔ تو توریت مین ایسے لفظ صاف لکھدیتا۔ کہ آخری زمانہ کے نبی کے باپ کا نام عبداللہ اور مان کا نام آمنہ اور مسکن مکہ ہوگا۔ مگر خدا نے ایسا نہین کیا۔ ایسا ہی اس وقت کے مسیح کے زمانہ مین بھی ہوا۔ اگر لوگ نبی کریم کے ساتھ فرشتون کو نازل ہوتے دیکھ لیتے۔ تو کوئی بھی انکار نہ کرتا۔ مگر خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے۔ کہ ابتلاء آتین اور متقی لوگ اس ابتلاء کے وقت بچ رہتے ہین۔

نزول از آسمان آسمان سے نازل ہونے کی سنت پہلے کبھی قائم نہین ہوئی۔ آدم سے لے کر آج تک کوئی نظیر پیش کرو۔ کہ کوئی نبی آسمان پر گیا ہو۔ یا آسمان سے نازل ہوا ہو۔ خدا کی عادت نہین۔ کہ کسی ایک شخص کے واسطے کوئی امر مخصوص کردے۔ ایک امر مخصوص کے ساتھ تو کوئی نبی بھی نہین آیا۔ اس طرح سے تو وہ شخص معبود بن جاتا ہے۔ اور یسوع کو خصوصیت دینا تو خود نصارےٰ کو مدد دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر وفات ظاہر کردی ہے۔ معراج کی حدیث کو پڑھو۔ جو لوگ معراج کے منکر ہین۔ وہ تو اسلام کے منکر ہین۔ لاکھ احادیث کے برابر ایک حدیث معراج کی ہے۔ شب معراج مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسےٰ کو مردون مین دیکھا۔ اگر قبض روح نہین ہوا۔ اور زندہ مع الجسم آسمان پر گئے۔ تو دوسرے عالم مین کس طرح پہنچ گئے۔ متقی کے واسطے تو ایک ہی بات کافی ہوتی ہے۔ خیالی اور ظنی باتون کے پیچھے پڑ کر اصلی اور صحیح بات کو چھوڑ دینا تقویٰ کے برخلاف ہے۔ مجھے خدا کی طرف سے بار بار تفہیم ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ نشانات۔ تائید۔ نصرت الٰہی منصوص قرآن و حدیث ہین۔ مین جو کچھ کہتا ہون۔ علےٰ وجہ البصیرت کہتا ہون۔ خیال کرو۔ کہ حق بالامن کون سی بات ہے۔ مین تو ایسا آیا ہون۔ جیسا کہ الیاس آیا۔ یہود سے پوچھو۔ کہ وہ مسیح کے ملنے سے کیون محروم رہے۔ ان کا عذر بھی یہی تھا۔ کہ جیسا توریت مین لکھا ہے۔ الیاس آسمان سے نہین آیا۔ مگر ہمارے مسلمان تو یہ عذر بھی نہین کرسکتے۔ کیونکہ یہ بہت واقعات پہلے کے اپنے آگے رکھتے ہین۔ کہ نزول کس طرح سے ہوا کرتا ہے۔ یہ لوگ جتنا چاہین۔ مجھ سے جھگڑا کرلین۔ مرنے کے بعد انکو معلوم ہو جائے گا۔ کہ حق کس طرف ہے۔ یہ لوگ عیسائیون کی اس قدر مدد کرتے ہین۔ کہ بہت سے لوگون کو خود ان مولویون نے ہی عیسائی بنا دیا ہے۔ جو پہلو خدا نے پکڑا ہے۔ وہی سب سے افضل ہے۔ اور اسلام کی فتح اسی کے ذریعہ سے ہوگی۔ نزول اور نزیل کا لفظ مہمان کے واسطے بطور اعزاز و اکرام کے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر زبان مین یہ محاورہ ہے۔ چنانچہ اردو مین بھی کہتے ہین۔ کہ آپ کہان اترے ہین۔

اتنے مین ایک مولوی صاحب درمیان مین بول پڑے اور کہنے لگے۔ کہ مسیح تو دمشق مین نازل ہوگا۔ آپ کہان نازل ہوئے۔

حضرت۔ حدیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ وہ دمشق

جس میں آپ نے دیکھا تھا۔ کہ ایک ٹیلے کے کنارے پر لاتعداد بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک بھیڑ کو ایک شخص پکڑا ہوا ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں چھری اور آسمان کی طرف منہ ہے۔ گویا اس امر کا منتظر ہے۔ کہ ذبح کرے۔ تب میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے۔ مایعبؤبکم ربی لولا دعاؤکم دعا نہ مانگو تو میرے رب کو تمہاری کیا پرواہ ہے۔ اس کو سنتے ہی انہوں نے یکدفعہ سب پر چھری پھیر دی۔ اور جب وہ پھڑکنے لگیں۔ تو انہوں نے کہا۔ تم کیا ہو گلا کاٹنے والی بھیڑیں ہی تو ہو۔ غرض مومن کی قابل قدر ہوتی ہے۔ اور خدا اس کی حفاظت کرتا ہے۔ ورنہ سینکڑوں اور ہزاروں مر جائیں۔ تو بھی خدا کو کسی کی پرواہ نہیں۔

فرمایا۔ اس شہر میں اس قدر انقلاب ہوئے ہیں۔ کہ شاید کسی دوسرے شہر پر یہ حالات وارد ہوئے ہوں۔ کئی دفعہ یہ شہر آباد ہوا۔ اور کئی دفعہ خاک میں مل گیا۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب موجود تھے۔ اور ان کی رخصت کے قریب الاختتام ہونے کا ذکر تھا۔ فرمایا۔ دو دن اور ہیں یہ موقعہ غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ خدا کے فضل سے ایسا موقع ہاتھ آسکتا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ رخصت لینے سے ایسا موقعہ مل جاتا ہے۔ کئی آدمی ایسے بھی ہیں۔ جو نوکر نہیں۔ مگر ان کو ہمارے پاس رہنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ فارغ البالی ہوتی ہے۔ پر صحبت نصیب نہیں ہوتی۔

طب

۲۷۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء۔ بعد نماز عصر۔ چند مولوی مدرسہ طبیہ کے چند طالب علم اور طبیب آئے۔ طب کا ذکر درمیان میں آیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں کو انگریزی طب سے نفرت نہیں چاہیئے۔ الحکمة ضالة المومن۔ حکمت بات تو مومن کی اپنی ہے۔ گم ہو کر کسی اور کے پاس چلی گئی۔ پھر جہاں سے ملے۔ جھٹ قبضہ کرے۔ اس میں ہمارا یہ منشاء نہیں کہ ہم ڈاکٹری کی تائید کرتے ہیں۔ بلکہ ہمارا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ بموجب حدیث کے انسان کو چاہیئے۔ کہ مفید بات جہاں سے ملے۔ وہیں سے لے لے۔ ہند۔ جاپانی۔ یونانی انگریزی ہر طب سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اس شعر کا مصداق اپنے آپ کو بنانا چاہیئے۔

تمتع زہر گوشہ یافتم ٭ زہر خرمنے خوشہ یافتم

تب ہی انسان کامل طبیب بنتا ہے۔ بزرگوں نے تو عورتوں سے بھی نسخے حاصل کئے ہیں۔ لیس الحکیم الا ذوتجربة۔ لیس الحلیم الا ذوعثرة۔ حکیم تجربہ سے بنتا ہے۔ اور حلیم تکالیف اٹھا کر حلم دکھاتے بنتا ہے اور یوں تو تجربوں کے لئے بھی انسان رہے۔ کیونکہ قضاء وقدر سب کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔

جامع کمالات

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے۔ کہ فبھداھم اقتدہ۔ ان کی ہدایت کی پیروی کر۔ یعنی تمام گذشتہ انبیاء کے کمالات متفرقہ کو اپنے اندر جمع کر لے۔ یہ آیت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت کا اظہار کرتی ہے۔ تمام گذشتہ نبیوں اور ولیوں میں جسقدر خوبیاں اور صفات اور کمال تھے۔ وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دئے گئے تھے۔ سب کی ہدایتوں کا اقتدا کر کے آپ جامع تمام کمالات کے ہو گئے۔ مگر جامع بننے کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان متکبر نہ ہو۔ جو سمجھتا ہے۔ کہ میں نے سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ وہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ خاکساری سے زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ جہاں انسان کوئی فائدہ کی بات دیکھے۔ چاہیئے۔ کہ اسی جگہ سے فائدہ حاصل کر لے ڈاکٹروں کو بھی مناسب نہیں کہ پرانی طب کو حقارت سے دیکھیں۔ بعض باتیں ان میں بہت مفید ہیں۔ میں نے بعض کتب متن طب کے بیس بیس جزو کے حفظ کئے تھے۔ ہزار سے زیادہ کتاب طب کی ہمارے کتب خانہ میں موجود تھی جنمیں سے بعض کتابیں بڑی بڑی قیمتیں دے کر خرید کی گئی تھیں۔ مگر یہ علم ظنی ہوتا ہے۔ لاف مارنے اور دعوے کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔

تقویٰ

فرمایا۔ افسوس ہے۔ کہ لوگ اپنے کاروبار میں اس قدر مصروف ہیں۔ کہ دوسرے پہلو کی طرف ان کو بالکل کوئی توجہ نہیں۔ ہر ایک شخص ایک پہلو پر حد سے زیادہ جھک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جسقدر بار بار تقویٰ کا ذکر کیا ہے۔ اتنا ذکر اور کسی امر کا نہیں کیا۔ تقویٰ کے ذریعہ سے انسان تمام مہلکات سے بچتا ہے۔ یہودیوں نے حضرت عیسےٰ کے معاملہ میں تقویٰ سے کام نہ لیا۔ اور کہا جب تک الیاس آسمان سے نہ آئے ہم تم کو نہیں مان سکتے۔ انہیں چاہیئے تھا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات اور خوارق کا مطالعہ کرتے اور بہت سی باتوں کے مقابلہ میں صرف ایک بات پر نہ اڑتے۔ ایسا ہی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہودیوں نے کہا۔ کہ آخری زمانہ کا نبی تو اسرائیلیوں میں سے آنا چاہیئے تھا۔ ہم تم کو نہیں مان سکتے۔ تائیدات الٰہی نصرت حق اور معجزات کی انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک نبی کے وقت ابتلاؤں کا ہونا ضروری ہے۔ اگر خدا چاہتا۔ تو توریت میں ایسے لفظ صاف لکھدیتا۔ کہ آخری زمانہ کے نبی کے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ اور مسکن مکہ ہوگا۔ مگر خدا نے ایسا نہیں کیا۔ ایسا ہی اس وقت کے مسیح کے زمانہ میں بھی ہوا۔ اگر لوگ نبی کریم کے ساتھ فرشتوں کو نازل ہوتے دیکھ لیتے۔ تو کوئی بھی انکار نہ کرتا۔ مگر خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے۔ کہ ابتلاء آئیں اور متقی لوگ اس ابتلاء کے وقت بچ رہتے ہیں۔

نزول از آسمان

آسمان سے نازل ہونے کی سنت پہلے کبھی قائم نہیں ہوئی۔ آدم سے لے کر آج تک کوئی نظیر پیش کرو۔ کہ کوئی نبی آسمان پر گیا ہو۔ یا آسمان سے نازل ہوا ہو۔ خدا کی عادت نہیں۔ کہ کسی ایک شخص کے واسطے کوئی امر مخصوص کر دے۔ ایک امر مخصوص کے ساتھ تو کوئی نبی بھی نہیں آیا۔ اس طرح سے تو وہ شخص معبود بن جاتا ہے۔ اور مسیح کو خصوصیت دینا تو خود نصاریٰ کو مدد دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر وفات ظاہر کر دی ہے۔ معراج کی حدیث کو پڑھو۔ جو لوگ معراج کے منکر ہیں۔ وہ تو اسلام کے منکر ہیں۔ لاکھ احادیث کے برابر ایک حدیث معراج کی ہے۔ شب معراج میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسےٰ کو مردوں میں دیکھا۔ اگر قبض روح نہیں ہوا۔ اور زندہ مع الجسم آسمان پر گئے۔ تو دوسرے عالم میں کس طرح پہنچ گئے۔ متقی کے واسطے تو ایک ہی بات کافی ہوتی ہے۔ خیالی اور ظنی باتوں کے پیچھے پڑ کر اصلی اور صحیح بات کو چھوڑ دینا تقویٰ کے برخلاف ہے۔ مجھے خدا کی طرف سے بار بار تفہیم ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ نشانات۔ تائید۔ نصرت الٰہی۔ نصوص قرآن وحدیث ہیں۔ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ علی وجہ البصیرت کہتا ہوں۔ خیال کرو۔ کہ حق بالامن کون سی بات ہے۔ میں تو ایسا آیا ہوں۔ جیسا کہ الیاس آیا۔ یہود سے پوچھو۔ کہ وہ مسیح کے ماننے سے کیوں محروم رہے۔ ان کا عذر بھی یہی تھا۔ کہ جیسا توریت میں لکھا ہے۔ الیاس آسمان سے نہیں آیا۔ مگر ہمارے مسلمان تو یہ عذر بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ بہت واقعات پہلے کے اپنے آگے رکھتے ہیں۔ کہ نزول کس طرح سے ہوا کرتا ہے۔ یہ لوگ جتنا چاہیں۔ مجھ سے جھگڑا کر لیں۔ مرنے کے بعد انکو معلوم ہو جائے گا۔ کہ حق کس طرف ہے۔ یہ لوگ عیسائیوں کی اس قدر مدد کرتے ہیں۔ کہ بہت سے لوگوں کو خود ان مولویوں نے ہی عیسائی بنا دیا ہے۔ جو پہلو خدا نے پکڑا ہے۔ وہی سب سے افضل ہے۔ اور اسلام کی فتح اسی کے ذریعہ سے ہوگی۔ نزول اور نزیل کا لفظ مہمان کے واسطے بطور اعزاز و اکرام کے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر زبان میں یہ محاورہ ہے۔ چنانچہ اردو میں بھی کہتے ہیں۔ کہ آپ کہاں اترے ہیں۔

اتنے میں ایک مولوی صاحب درمیان میں بول پڑے اور کہنے لگے۔ کہ مسیح تو دمشق میں نازل ہوگا۔ آپ کہاں نازل ہوئے۔

حضرت۔ حدیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ وہ دمشق

کے مشرق کی طرف نازل ہوگا۔ قادیان دمشق سے عین مشرق میں ہے۔ توفیؔ کے معنے کے متعلق شہر بغداد میں ایک [illegible] مباحثہ ہوا تھا۔ کہ اس لفظ کے کیا معنے ہیں۔ اس مباحثہ میں بالآخر یہی فیصلہ ہوا۔ کہ جہاں اللہ تعالےٰ فاعل ہو۔ اور مفعول بہٖ علم ہو۔ وہاں سوائے مارنے کے اور کوئی معنے نہیں آتے۔ اگر آج تم قرآن حدیث۔ یا لغت سے کوئی اور معنے دکھا دو۔ تو میں آج بھی مان لینے کے واسطے طیار ہوں۔ لغت بھی زبان عربی کی کلید ہے کوئی مثال لغت سے ہی دکھا دو۔ تب بھی میں مان لوں گا۔ تعجب ہے۔ کہ دوسروں کی روایت کا تم اعتبار کرتے ہو مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روایت پر تم کو کوئی اعتبار نہیں۔ یہ جسم عنصری کا لفظ تم نے کہاں سے نکال لیا۔ اگر کہیں یہ لفظ دکھا سکتے ہو۔ تو لے آؤ۔ میں تو اس وقت بھی قبول کرنے کے واسطے طیار ہوں۔ قرآن شریف میں۔ حدیث میں۔ لغت عرب۔ کہیں کسی نبی صحابی وغیرہ کے متعلق لفظ توفیؔ کا معنے آسمان پر جسم عنصری کے ساتھ جانے کے دکھا دو تو میں فوراً مان لوں گا۔ لیکن تم حضرت عیسےٰ کے متعلق ایک لفظ کے وہ معنے کیوں کرتے ہو۔ جو کسی نبی کسی ولی۔ کسی صحابی کسی انسان کے متعلق نہیں کئے گئے۔ ۲۵ سال سے خدا تعالےٰ مجھے یہی بتلا رہا ہے۔ پھر تائیدات سماوی اور نشانات میرے ساتھ ہیں۔ میں خدا کی باتوں پر اب بھی ویسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ پہلی کتابوں پر رکھتا ہوں

اس جگہ بیچ میں پھر وہی مولوی صاحب بول پڑے کہ میں توفیؔ کے معنے آسمان پر جانے کے دکھا سکتا ہوں فوراً ایک قرآن شریف مولوی صاحب کے ہاتھ میں دیا گیا لگے ورق گردانی کرنے۔ اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے۔ کبھی اس کو کہتے ہیں۔ کیوں میاں تم نکالو۔ اور کبھی اس کو اشارہ کرتے ہیں۔ کیوں بھائی کچھ بتاؤ نہ۔ بہت سے تھے۔ کبھی اس نے اس کے ہاتھ سے قرآن چھینا کبھی اس نے اس کے ہاتھ سے قرآن چھینا نکلنا تو کیا تھا۔ گھبرا کر بولے۔ اچھا۔ رافعکؔ جو لکھا ہے۔

حضرت نے فرمایا۔ کہ رافعکؔ کے معنے اس جگہ وہی ہیں جو ورفعناہ مکاناً علیاً کے معنے ہیں۔ مسلمان ہر روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہی دعا مانگتے ہیں کہ ان کا رفع ہو۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے جائیں۔ بات وہی صحیح ہے۔ جو خدا نے بتلا دی۔ اور الہامات سے اس کی تائید کی۔

مولوی۔ الہام کیا ہے۔ الہام تو مجھے بھی ہوتا ہے (بعد میں معلوم ہوا کہ اس مولوی کا نام نظام الدین ہے۔ اور کسی مسجد میں لڑکے پڑھاتا ہے)۔

حضرت۔ میں ایسے الہام نہیں مان سکتا جس کے ساتھ تائیدات سماوی کا نشان نہ ہو۔ ایسے الہام کے مدعی تو ہزاروں کے زمانہ میں گذرے ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی نشان ہے۔ تو دکھاؤ۔

اتنے میں حضرت مولوی محمد احسن صاحب نے لغت کی ایک کتاب مختار الصحاح نکالی۔ اور اس مولوی کو دکھلایا۔ کہ توفیؔ کے معنے مارنے کے لکھے ہیں۔

مولوی صاحب۔ میں لغت نہیں مانتا۔ اچھا مان لیا اگر عیسیٰ مر گیا ہے۔ تو اس کی لاش دکھلاؤ۔

حضرت۔ جب مرنا ثابت ہے۔ تو کافی ہے۔ لاشیں حضرت ابراہیم اور موسےٰ کی کہاں ہیں۔

مولوی۔ دجال کا نا کہاں ہے۔

حضرت۔ اگر اس طرح تم لفظی معنے کرو گے۔ تو بہت مشکل پڑے گی۔ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ کہ جو اس دنیا میں اندھا ہے۔ وہ اس جہان میں بھی اندھا ہوگا۔ تو اس کے یہ معنے ہیں کہ جتنے نابینے ہیں وہ بہر حال سب کے سب جہنم میں جائینگے اگرچہ حافظ قرآن اور مسلمان ہی ہوں۔

فرمایا۔ آنے والے کے متعلق تو یہ لکھا ہے۔ کہ وہ اُمّتی ہوگا۔ اُمّتی تو وہ ہے۔ جو صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کے ذریعہ سے نور حاصل کرتا ہے۔ لیکن وہ جو پہلے ہی نور اور بصیرت پاکر نبوت کے درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ وہ اب اُمّتی کس طرح سے بنے گا۔ کیا پہلے تمام کمالات حاصل کردہ سے وہ بے نصیب کر دیا جاوے گا۔ ہاں ہم اُمّتی ہیں۔ جن کو سب کچھ آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے ملا ہے۔ اور تمام معرفت وہیں سے حاصل ہوئی ہے۔

اتنے میں وہ مولوی صاحب تو گھبرا کر اُٹھ گئے۔ اور ان کے ساتھی گالیاں دیتے گئے۔ اور ایک اور طالب علم آگے بڑھا۔

طالب۔ آپ کا مرتبہ کیا ہے۔ اس کی تعبیر نبوت سے ہوگی۔ یا کسی اور لفظ سے۔

حضرت۔ جس کے ساتھ خدا تعالیٰ مکالمہ اور مخاطبہ کرتا ہے۔ وہ نبی ہے۔ نبی کے معنے ہیں۔ خدا سے خبر پا کر بتلانے والا۔ ہاں نبوت شریعت ختم ہو چکی ہے۔ سچی معرفت بغیر مخاطبات الٰہیہ کے حاصل نہیں ہو سکتی اگر یہ بات اس اُمّت کو حاصل نہیں تو خیر الامۃ کس طرح سے بن گئی۔ اللہ تعالےٰ نے مخاطبات کا دروازہ بند نہیں کیا۔ ورنہ نجات کا کوئی ذریعہ باقی نہ رہتا

طالب۔ تو آپ کو وحی ہوتی ہے؟ وحی تو صرف انبیاء کو ہوتی ہے۔

حضرت۔ [illegible] قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ موسیٰ کی ماں کو بھی وحی ہوئی۔ کیا یہ اُمّت عورتوں سے بھی بدتر ہو گئی [illegible] تو [illegible] ہوتی ہے۔ کیا ہمارے [illegible] دنیاداروں کو لگے قدم رکھنے کی ضرورت نہیں۔ [illegible] دھوکا رکھنا نہیں چاہتا میں نہیں [illegible] پہلی اُمّتوں نے اس قدر برکات حاصل کیں۔ اور یہ اُمّت بالکل محروم رکھی گئی۔

طالب۔ پھر یہ مرتبہ تو ولی کا ہوا۔

ولائیت

حضرت۔ ہم سب کہتے ہیں۔ کہ ہمارا مرتبہ وہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ مگر تم نہیں جانتے۔ ولی کا مرتبہ کم نہیں۔ بلکہ بعض کے نزدیک تو ولایت بڑھ کر ہے۔ کیونکہ ولائیت محبت قرب اور معرفت کا ذریعہ ہے۔ اور نبوت ایک عہدہ ہے۔ یہود کا تو یہ مذہب ہے۔ کہ حضرت ابراہیم ولی تھے۔ اور تمام انبیاء سے بڑھ کر تھے۔ ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر ایک قدم بھی رکھنا کفر سمجھتے ہیں۔ ہم کو الہام ہوا ہے کل برکۃ من محمد۔ ہم اس دائرہ سے باہر نہیں جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے باہر جانا تو کفر ہے۔ لوگ محجوب ہونے کے سبب وحی کے لفظ سے گھبراتے ہیں ورنہ وہاں تو لکھا ہے۔ کہ مکھی کو بھی وحی ہوئی۔ بلکہ شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے۔ کہ جسکو کبھی بھی وحی نہیں ہوتی خوف ہے۔ کہ اس کا خاتمہ برا ہو۔ معرفت تامہ بجز مکالمہ مخاطبہ کے حاصل نہیں ہو سکتی۔

طالب۔ وحی کس طرح سے ہوتی ہے۔

حضرت۔ کئی طریق ہیں۔ بعض دفعہ دل میں ایک گونج پیدا ہوتی ہے۔ کوئی آواز نہیں ہوتی۔ پھر اس کے ساتھ ایک شگفتگی پیدا ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ تیزی اور شوکت کے ساتھ ایک لذیذ کلام زبان پر جاری ہوتا جو کسی فکر تدبر اور وہم وخیال کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ خدا تعالےٰ کے نشانات ہزاروں ہیں۔ اگر کوئی چاہے تو اب بھی کم از کم چالیس روز ہمارے پاس رہے۔ اور نشان دیکھ لے۔ صادق اور کاذب میں خدا فرق کر دیتا ہے۔

آج سے پچیس ۲۵ سال پہلے خداوند تعالےٰ نے مجھے وعدہ دیا تھا۔ کہ تیرے پاس ہر جگہ سے لوگ آئیں گے اور تحائف بھی لائیں گے۔ یہ ایسے وقت کا [illegible] ہے جب ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ تھا [illegible] کرو کہ کیا کوئی آدمی [illegible] حاصل کر سکتا ہے۔ [illegible] ایسی بڑی کامیابی [illegible] آئیں۔ اور کچھ [illegible] بات نہیں۔ اگر ہمارے پاس [illegible] مدت قیام رکھیں۔ تو آپ کو معلوم ہو

اصل میں تمام مشکلات عدم معرفت کے باعث ہوتے ہیں۔ ورنہ حضرت ابوبکر نے کونسا معجزہ مانگا تھا۔

طالب علم۔ امت کے علماء بھی انبیاء کی مانند ہیں۔ جو آپ کی مخالفت کرتے ہیں۔

حضرت۔ میں ان لوگوں کو علماء میں شامل نہیں کرتا جن کی زبان پر کچھ اور ہے۔ اور اعمال کچھ اور ہیں۔ منبر پر چڑھ کر کچھ کہتے ہیں۔ اور گھر میں جا کر کچھ اور بیان کرتے ہیں علمائے امت وہ ہیں۔ جو مذہب کی تائید کرتے ہیں۔

طالب علم۔ کیا آپ مستقل نبی ہیں؟

حضرت۔ میرے متعلق ایسا کہنا ایک تہمت ہوگی۔ میں اس کو کفر سمجھتا ہوں۔ کہ کوئی مستقل نبی ہونے کا دعویٰ کرے۔

طالب علم۔ معجزہ تو نبی کا ہوتا ہے۔ آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ میں معجزہ دکھاتا ہوں:

حضرت۔ ہمارے معجزات سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں۔ ہمارا اپنا کچھ نہیں۔ سب کاروبار آنحضرت کا ہی چلا آتا ہے۔ دین انحطاط پر تھا۔ ہم نے سعی کی۔ اگر ہم خدا کی طرف سے ہیں۔ تو خدا ہماری مدد کرے گا۔ ورنہ یہ سلسلہ خود بخود ہی تباہ ہو جائے گا۔ ہمارے دو کام ہیں۔ اوّل۔ یہ کہ اعتقاد میں نصوص کے برخلاف جو غلطیاں پڑ گئی ہیں وہ نکالی جاویں۔ دوئم۔ یہ کہ لوگوں کی عملی حالتیں درست کی جائیں۔ اور صحابہ کے مطابق ان کو تقویٰ اور طہارت حاصل ہو جائے۔

طالب علم۔ کیا پہلے بھی کسی نے دعویٰ کیا تھا۔ کہ میں اسلام میں نبی ہوں؟

حضرت۔ پہلے کس طرح کوئی دعویٰ کر سکتا۔ وہ لوگ مامور نہ تھے۔ کہ ایسا دعویٰ کریں اور میں مامور ہوں۔

طالب علم۔ آپ کے مخالف کو کافر کیوں کہا جائیگا؟

حضرت۔ کفر کے معنے ہیں۔ انکار کرنا۔ جب یہ لوگ مامور من اللہ کو نہیں مانتے۔ اور گالیاں دیتے ہیں۔ اور انکار کرتے ہیں تو بات یہاں تک نہیں رہتی۔ بلکہ ایک فتح الباب ہوتا ہے اور زبان کھل جاتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ توفیق اعمال کی جاتی رہتی ہے۔

۲۹ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو جو تحریر حضرت نے مولوی صاحبان کو لکھکر دی تھی۔ اس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وجوہ مفصلہ ذیل ہیں۔ جن کے رو سے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ قرار دیتا ہوں

(۱) قرآن شریف میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت یہ آیات ہیں۔ یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی فلما توفیتنی۔ ان آیات کے معنے صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر میں موت لکھے ہیں۔ جیسا کہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لکھا ہے۔ متوفیک ممیتک۔ اور پھر ظاہر آیات کے لئے آیت فلما توفیتنی کا اس جگہ ذکر کیا ہے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بھی ذکر کیا ہے۔ کہ میں قیامت کے دن یہی عرض کروں گا۔ کہ یہ لوگ میری وفات کے بعد بگڑے ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کما قال العبد الصالح الخ

(۲) دوسری دلیل توفی کے ان معنوں پر جو اوپر ذکر کئے گئے لغت عرب کی کتابیں ہیں۔ میں نے جہاں تک ممکن تھا قریباً تمام شائع شدہ کتابیں لغت کی دیکھی ہیں۔ جیسے قاموس۔ تاج العروس۔ صراح۔ صحاح جوہری۔ لسان العرب اور وہ کتابیں جو حال میں بیروت میں تالیف کر کے عیسائیوں نے شائع کی ہیں۔ ان تمام کتابوں سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ محاورہ عرب اسی طرح پر ہے۔ کہ جب کسی جملہ میں خدا تعالیٰ فاعل ہو۔ اور کوئی علم انسان مفعول بہ ہو۔ جیسا کہ توفی اللہ زیداً۔ تو ایسی صورت میں بجز اماتت اور قبض روح اور کوئی معنے نہیں ہوتے۔ اور جو شخص اس سے انکار کرے اس پر لازم ہے۔ کہ اس کے برخلاف لغت کی کتابوں سے کوئی نظیر مخالف پیش کرے۔

(۳) میں نے بہت محنت اور کوشش سے جہاں تک میرے لئے ممکن تھا صحاح ستہ وغیرہ حدیث کی کتابیں غور سے دیکھی ہیں۔ اور میں نے کسی ایک جگہ پر بھی توفی کے معنے بجز وفات دینے کے حدیث میں نہیں پائے۔ بلکہ تین سو کے قریب ایسی جگہ پائی ہیں۔ جہاں ہر جگہ موت دینے کے ہی معنے ہیں۔

(۴) میں نے جہاں تک میرے لئے ممکن تھا۔ عرب کے مختلف دیوان بھی دیکھے ہیں۔ مگر نہ میں نے جاہلیت کے زمانہ کے شعراء اور نہ اسلام کے زمانے کے مستند شعراء کے کلام میں کوئی ایسا فقرہ پایا ہے۔ کہ ایسی صورت میں جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ بجز وفات دینے کے کوئی اور معنے ہوں۔

(۵) شاہ ولی اللہ صاحب کے فوز الکبیر میں بھی یہی لکھا ہے کہ متوفیک ممیتک اور میں جانتا ہوں۔ کہ شاہ ولی اللہ صاحب بڑے پایہ کے محدث اور فقیہ اور عالم فاضل تھے۔

(۶) حدیث معراج جو صحیح بخاری میں موجود ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں ... حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو فوت شدہ انبیاء میں دیکھا تھا۔ پس اس جگہ دو شہادتیں ہیں۔ ایک خدا تعالیٰ کی شہادت قرآن شریف میں دوسری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت لیلۃ المعراج میں۔

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ کنز العمال وطبرانی۔ اور کتاب ماثبت بالسنۃ میں شیخ عبد الحق وغیرہ نے لکھا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ کی عمر ایک سو پچیس برس کی تھی اور ایک روایت میں ایک سو بیس برس بیان کی ہے۔ اور ہزاروں برس کی عمر کسی جگہ نہیں لکھی۔

(۸) جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوا۔ وہ بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات پر دلیل قاطع ہے۔ جو اس آیت کے رو سے اجماع تھا۔ مامحمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل

(۹) ماسوائے اس کے خدا تعالیٰ نے اپنی وحی قطعی صحیح سے بار بار مجھ پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ وفات پاگئے۔ اور اپنے کھلے کھلے نشانوں سے میری سچائی ظاہر فرمائی ہے۔ ایسا ہی اور بہت سے دلائل ہیں۔ مگر اسیقدر کافی ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی موت قرآن شریف اور حدیث اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے اور سورۃ نور سے ثابت ہے کہ اس امت کے کل خلفاء اسی امت میں سے آئینگے اور صحیح بخاری سے ثابت ہے۔ کہ آنیوالا عیسےٰ اسی امت میں سے ہوگا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ امامکم منکم بلکہ صحیح بخاری میں پہلے مسیح کا اور حلیہ لکھا ہے اور آنیوالے عیسےٰ کا اور حلیہ لکھا ہے ماسوائے اس کے میرا آنا بے وقت نہیں۔ صدی کے سر پر آنا تھا بتیس برس اسی سے گذر گئے کسوف خسوف بھی رمضان میں ہو گیا۔ طاعون بھی پیدا ہو گئی۔ ... ایک نئی سواری یعنی ریل بھی پیدا ہو گئی اور خدا تعالیٰ نے دس ہزار سے زیادہ نشان میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائے ہیں اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اسلام کی زندگی حضرت عیسےٰ کی موت میں ہے۔ اگر آج یہ امر عیسائیوں پر ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے۔ تو وہ سب کے سب عیسائی مذہب کو ترک کر دیں۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ

مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۵ء

نقل رکھی گئی

(محمد صادق عفی اللہ عنہ ایڈیٹر بدر)

غیر معمولی پرچے۔ جسدن سے حضرت دہلی کو روانہ ہوئے اس دن سے مجھے یہ خیال آرہا ہے کہ ایسے موقعہ پر احباب کو واقعات سفر اور حضرت کی تقریریں اگر روزانہ نہیں تو تیسرے چوتھے دن ضرور ملجانی چاہئیں چنانچہ اسی وقت میں نے یہ تجویز کر دی کہ سفر کے حالات جیسے جیسے دہلی سے لکھکر روانہ کرتا جاؤں۔ ساتھ ساتھ چھپ کر فوراً احباب کی خدمت میں بھیجے جاویں اگر آمد بدر کی حالت اس امر کی اجازت دیتی یا پروپرائیٹر اس بوجھ کو اٹھا سکتا۔ تو ایسے وقت کے واسطے چھاپنے کی کلیں اور پتھر اور ملازم زائد رکھکر روزانہ یا دوسرے دن احباب کی خدمت میں اخبار پہنچایا جاتا۔ لیکن افسوس ہے کہ تا حال اخبار بدر کی حالت ایسی نہیں۔ کہ یہ خواہش پوری ہو سکے۔ بلکہ فنڈ کے موجود نہ ہونے کے سبب جسقدر مجھے انتظام میں مشکل پڑتی ہے اسکو میں ہی جانتا ہوں یا وہ لوگ جو اس امر کی تفصیل سے واقف ہیں۔ اگر دوست کوشش کریں اور خریدار کثرت کے ساتھ پیدا کریں تو ایسی تھوڑی قیمت کے اخبار کی تعداد